

آدمی فانی: خُدا کا کلام ابدی
نمبر 3439
ایک خطبہ
جو جمعرات، 31 دسمبر، 1914 کو شائع ہوا
سی۔ ایچ۔ اسپرژن کی معرفت
میٹروپولیٹن ٹیبیرنیکل، نیوننگٹن میں
جمعرات کی شام، 26 نومبر، 1868 کو دیا گیا

”گھاس خشک ہو جاتی ہے، پھول مُرجھا جاتا ہے، لیکن ہمارے خُدا کا کلام ابد تک قائم رہتا ہے۔“
یسعیاہ 8:40

کچھ خیالات پہلے اُن چیزوں پر جو مُرجھاتی ہیں، پھر چند کلمات اُس کلام پر جو باقی رہتا ہے، اور پھر اُن اسباق پر جو اس تضاد سے ظاہر ہوتے ہیں۔

I

- وہ چیزیں جو مُرجھاتی ہیں۔

وہ چیزیں جو مُرجھاتی ہیں—گھاس اور اُس کا پھول؛ آدمی اور وہ سب کچھ جو آدمی سے نکلتا ہے؛ مخلوق اور جو کچھ محض مخلوق سے اُگتا ہے۔ ہم اکثر آدمی کو ایک دیرپا مخلوق سمجھنے کے عادی ہیں، اور جب ہم اقوام و نسلوں پر نظر کرتے ہیں تو بنی آدم کی تاریخ کو گویا طویل مدت جانتے ہیں۔ اگر ہمیں ابدیت کا کچھ بھی تصور ہوتا، تو ہم اپنے اوپر ہنستے کہ ہزار برس یا چھ ہزار برس کو ہم کچھ خیال کرتے ہیں۔ وہ تو رات کی ایک گھڑی کی مانند ہیں، اُس بے پایاں حیاتِ الہی کے لامتناہی زمانوں کے مقابل۔ وہ آتے ہی جاتے ہیں۔

ہم گھاس کو قلیل مدتی چیز سمجھتے ہیں اور اُس کے حسن کی نزاکت پر بھی بات کرتے ہیں، لیکن کیا اس میں اور ہم میں کچھ زیادہ فرق ہے؟ اُس کی اپنی رتیں ہیں اور ہماری اپنی، اور یہ موسم آخرکار اتنے جدا بھی نہیں۔ اگر وہ ایک ماہ رہتی ہے اور ہم ستر برس، تو جب دونوں مُرجھا جائیں تو کیا فرق باقی رہتا ہے؟ جو کل وفات پایا وہ اتنا ہی مردہ ہے جتنا وہ جو ہزار برس پیشتر مرا، اور جب موسم تمام ہوا تو کچھ زیادہ فرق نہیں رہتا کہ اُس مدت کو برسوں میں گنا جائے یا ساعتوں میں۔

آخرکار، وہ پرکالے حشرات اور ہم آپس میں خویش و اقربا ہیں—ہم سب ایک ہی قبیلہ ہیں؛ اور اگر ابدیت کی روشنی میں دیکھیں تو ہم اور یہ کیڑے سب وہی ہیں جو کچھ عرصہ شعاع آفتاب میں تیرتے ہیں اور پھر زندگان کی سرزمین سے معدوم ہو جاتے ہیں۔ وہ آواز جو بیابان میں پکاری، اُس نے تمام بنی آدم کو اُس معروف حق کی خبر دی، کہ سب آدمی کہ وہ محض گوشت ہیں، ضرور ویسے ہی زائل ہوں گے جیسے سب گھاس کہ وہ محض گھاس ہیں، اپنے موسم میں درانتی کے آگے اُٹیں گے یا جہاں کھڑے ہیں وہیں سوکھ جائیں گے۔

لیکن اس عبارت کے مفہوم میں، جو سیاق و سباق سے کھلتا ہے، فقط یہ نہیں کہ آدمی ضعیف ہے اور مرنے والا ہے، بلکہ یہ بھی کہ آدمی سے متعلق سب کچھ ایسا ہی ہے—وہ سب کچھ جو آدمی کر سکتا ہے، اُس کا ہر احوال و ماحول، خصوصاً وہ سب کچھ جس میں آدمی فخر کرتا ہے، جیسے گھاس اپنے پھول پر ناز کرے، وہ سب کچھ جس پر آدمی مباہات باندھتا ہے، اور اپنی قدر و قیمت جانچتا ہے، یہ سب بھی فنا پذیر ہیں۔

اور اے عزیزو، میں تمہیں یہ یاد دلاؤں کہ اگر تم کسی ایسی شے میں مسرت پاتے ہو جو وقت اور حواس سے تعلق رکھتی ہو، تو تمہیں اُس شعلہ بے خردی کو بھانا چاہیے، جسے شاعر نے بے فکری کا جوش کہا ہے، اور اپنی محبتیں کسی ایسی چیز پر لگانی چاہئیں جو روح جاودانی کے شایانِ شان ہو۔ یاد رکھو کہ آدمی کی وہ سب امیدیں جو آدمی ہی سے وابستہ ہیں، محض گھاس کے پھول کی مانند ہیں۔

شاید تو اپنی اُمیدیں اُس پیارے بیٹے پر باندھتا ہے کہ جب وہ جوان ہو کر کامل بلوغ کو پہنچے گا تو کیسا تسلی بخش اور سہارے کا باعث ہوگا۔ یا تیری امید اُس تجارت پر ہے جس کی بابت تُو گمان رکھتا ہے کہ کامیاب ٹھہرے گی، یا کچھ زیادہ مضبوطی سے شاید اُس محنت کے نفع پر، جو اگرچہ سست ہو پر یقینی ہے۔ ان سب باتوں پر اپنی امید نہ باندھ، کیونکہ اگر ایسا کرے گا تو یہ

بھی ہو سکتا ہے کہ جب انہیں ہاتھ میں لینے لگے تو وہ تجھ سے یوں مایوسی میں بدل جائیں جیسے سدوم کے سیب، جو دیکھنے میں خوشنما ہیں، پر منہ میں رکھ کر جاتے ہیں۔ یہ امیدیں ایسی انڈیاں ہو سکتی ہیں جو کبھی نہ نکلیں گی، ایسے واہمے جن میں کچھ حقیقت نہ ہو گی۔ اگر تیری امیدیں خُدا کے کلام پر اور اُس کلام پر جو ابدی ہے بندھی ہوں، تو تُو جتنا جی چاہے پُر امید ہو جا، کہ تُو کبھی دھوکہ نہ کھائے گا۔ لیکن اگر تیری امیدیں زمین سے اُگی ہیں تو نبی کی اُس صدا کو سن لے

"سب بشر گھاس کی مانند ہیں، اور اُس کی سب رونق میدان کے پھول کی مانند ہے۔"

امید بھی اُسی طرح مرجھا جائے گی جس طرح پھول۔

یہی حال اُن مسرتوں کا بھی ہوگا جو تُو نے اب تک حاصل کی ہیں۔ شاید تُو محض اُمید ہی میں نہیں جی رہا۔ تُو حیات کی صبح گزر چکا ہے اور کچھ نہ کچھ حاصل کر چکا ہے۔ تُو راضی ہے، اور یہی بڑی دولت ہے۔ تُو شاکر ہے کہ خُدا نے تجھ پر اپنی مصلحت میں تبسم کیا اور تجھے کئی باتوں میں برکت بخشی۔ ہاں، لیکن یاد رکھ، اگر یہ قناعت زمین کی قناعت ہو جو آسمان کی تمنا کو دبا دے، تو یہ بھی گناہ ہے۔ اگر تُو یوں قانع ہے کہ اُس دولت مند کی مانند کہے، "اے جان، آرام کر، تیرے پاس بہت سا مال: برسوں کے لیے رکھا ہے،" تو یاد رکھ کہ دنیوی مسرتوں، تسکینوں اور دولت کی سب کامیابیوں کے بابت یہی کہا جاتا ہے

"اُس کی سب رونق میدان کے پھول کی مانند ہے۔"

تُو مر جائے گا اور یہ سب کچھ چھوڑ جائے گا۔ پھر تجھے اپنے باغ سے، اپنے گھر سے، اپنے بھرے ہوئے کوٹھوں اور اپنے مال سے کیا سرور حاصل ہوگا؟ جب تیری آنکھیں موت میں جم جائیں گی تو یہ سب کیا سود دے گا؟ یا ممکن ہے کہ اس سب کے چھوٹے سے پیشتر یہ سب کچھ تجھ سے چھوٹ جائے، کیونکہ دولت کے پر ہوتے ہیں اور اکثر صرف مصلحتِ الہی کی ایک تالی سے یہ سب پرندے اڑ کر کسی اور کے گھونسلوں میں جا بیٹھتے ہیں۔

لیکن اگر یہ بات عام امیدوں اور معمولی کامیابیوں کے لیے سچ ہے تو یہ نہ گمان کر کہ اعلیٰ چیزوں میں سچ نہیں، کیونکہ ان میں بھی یہی حال ہے۔ فرض کر کہ ہم علمی حصول کے پیچھے دوڑے، بڑے طالب علم بنے، بہت کتابیں پڑھیں، علم حاصل کرنے کی کوشش کی۔ بے شک یہ سکھ جمع کرنے سے کہیں زیادہ بلند بات ہے، لیکن پھر بھی وہ سب علم جو آدمی سے نکلتا ہے اور آدمی میں رہتا ہے، وہ محض میدان کے پھول کی مانند ہے جو مرجھا جاتا ہے۔

اے دوستو! تُو پائے گا کہ "زیادہ پڑھنا بدن کو تھکا دیتا ہے، اور جو علم بڑھاتا ہے وہ اپنے لیے غم بڑھاتا ہے۔" جتنا زیادہ تُو جانے گا اتنا ہی اپنی جہالت کو دریافت کرے گا، اور جب تُو اُس روشنی تک پہنچے گا جسے تُو نورِ گمان کرے گا تو اسی نور کی زیادتی تجھے گرد گرد کی تاریکی کا شدید احساس دلانے گی۔ اور جب تُو مرنے لگے گا، اگر تُو نے خُدا کے علم کو نظر انداز کیا ہوگا تو تجھے ستارے ناپنے، اُن عظیم اجرام کو شمار کرنے، سمندروں کی گہرائی ماپنے یا پہاڑوں کی بلندیوں پر چڑھنے سے کیا فائدہ ہوگا؟

جہنم میں اُس آدمی کی سب فلسفے کہاں ہیں؟ اُس لاش کی وہ سب حکمت کہاں ہے جو قبر میں سو رہی ہے جبکہ اُس کی روح خُدا کے حضور سے نکالی گئی؟ ایسی سب رونق محض ایک مرجھایا ہوا پھول ہے۔

شاید، تاہم، تُو اپنے گرد محبت جمع کر رہا ہے، جو سب دولتوں میں سب سے زیادہ قیمتی اور سب حکمتوں میں سب سے بہتر ہے۔ تُو اپنے خاندان کی محبت میں جیتا ہے، اور اس پر شاکر ہے، اور میں تجھے آفرین کہتا ہوں کہ تُو نے دوسروں کی محبت جیتنا اپنے لیے کچھ جمع کرنے سے بہتر جانا۔ لیکن پھر بھی، اے عزیز دوست، یاد رکھ کہ یہ بھی جاتی رہے گی۔ گھر میں کوئی بھی بچہ غیر فانی نہیں۔ تیری محبت کا سب سے پیارا نشانہ بھی ضرور کسی دن موت کے تیروں کے آگے جھکے گا۔

اے بے سیر شکاری! تیرے ترکش میں بہت تیر ہیں اور تُو کسی انسانی دل کو نہ چھوڑتا ہے! جو عورت سے پیدا ہوا وہ سب اُتیرے نشانے پر ہیں

پس اپنا دل اور اپنی محبت کی اصل لگن اُن عزیزوں پر نہ رکھ جو یہاں ہیں، بلکہ کسی اور شوہر پر، کسی اور باپ پر، کسی اور بھائی پر، کسی اور دوست پر۔ لازم ہے کہ تیرے دل کی یہ امیدیں غیر فانی ہو جائیں، مبدا تیری روح کی تلخی میں تُو یہ دیکھے کہ ان سب کی "رونق مرجھا گئی۔"

اور اس سے بھی ایک قدم اُپر، ایک قسم کی روحانی زندگی ہے جسے روحانی کہا جاتا ہے، پر وہ خُدا کی طرف سے نہیں۔ اور یہ بھی اگر محض انسان کی کوشش سے آتی ہے، تو اتنی ہی فانی ہے جتنی اور سب انسانی چیزیں۔ اے عزیزو! اگر ہم راستبازی حاصل کرنے کی کوشش کریں، خُدا کی شریعت کی کامل تابعداری سے، مصیبت میں صبر سے، اپنے مالک کی خدمت میں

سرگرمی سے، اگر ہم اس راستبازی میں کامیاب ہوں، اور برسوں برس اپنی سیرت کی یکسانیت اور اپنے برتاؤ کی عمدگی سے لوگوں کی قدر پائیں اور واقعی اس کے مستحق بھی ہوں، تو بھی سن لے: اگر وہ راستبازی روح القدس کی قدرت سے ہم میں نہ کی گئی ہو، بلکہ محض ہمارے اپنے ارادے کا پھل ہو، تو وہ محض گھاس کے پھول کی مانند ہوگی، اور اپنے وقت پر وہ بھی مڑجھا جائے گی۔

کیا تجھے یاد ہے جب تیری راستبازی مڑجھا گئی تھی؟ ہم میں سے بعض کو وہ گھڑی کبھی نہ بھولے گی جب ہماری راستبازی یوں زائل ہوئی۔ ہم اپنے آپ پر بڑا فخر کرتے تھے۔ ہم نے گمان کیا—اور شاید اس گمان میں کچھ خطا بھی نہ تھی—کہ ہم اپنے پڑوسیوں کی مانند نیک ہیں، اور اس یقین پر راضی تھے۔ درحقیقت ہم میں کچھ درجہ فیاضی تھی، کچھ نیک خیالات اور خُدا کی طرف کچھ نیک خواہشات بھی، اور انہی سب میں ہم لپٹے ہوئے کہتے تھے، "یقیناً یہ کافی ہوگا، میں اس تیراری کے ساتھ ادبیت" میں با اطمینان جا سکتا ہوں۔

پر اے ہائے! جب صداقت کا آفتاب ہماری جانوں پر چمکا، اگرچہ اُس نے اپنی کرنوں کے نیچے وہ سب کچھ شفا بخشی جو ہم میں واقعی بھلا تھا، لیکن اُس نے ہماری اس مغرور راستبازی پر موت بھی لا دی، اور کیونکر یہ جھکے، سڑنے اور مرجھانے لگی، جیسے سوسن کی شاخ ٹوٹ جائے جب سورج کی گرمی اُس پر پڑنے لگے۔

یقیناً، اے بھائیو، جو کچھ آدمی اپنی محنت اور کاوش سے اپنے لیے کر سکتا ہے، وہ سب محض ایک مڑجھانے والا پھول ہے۔ اور جب وہ اپنی قناعت میں بیٹھ کر اطمینان سے کہتا ہے، "مجھے کوئی غم نہ ہوگا، میں نے اپنے خالق کی خدمت کی ہے، میں خُدا کا شکر کرتا ہوں کہ میں دوسرے آدمیوں کی مانند نہیں،" تب بھی وہ ننگا اور مفلس اور اندھا اور قابلِ رحم ہوتا ہے—ایک جھلسا ہوا، برباد اور سوکھا پھول، اگرچہ وہ اپنے تئیں شارون کا گلِ سرخ یا وادیوں کا سوسن جانتا ہو۔

پس، بھائیو، یہ بات خُدا کے فرزند میں بھی ہر اُس امر پر یکساں صادق آتی ہے جو خُدا سے نہیں آتا۔ نہ فقط ہماری اپنی راستبازی ایک خیالی راستبازی ہے بلکہ ہماری روحانی زندگی میں وہ سب ترقی بھی جو ہم نے اپنے زور سے کی ہو، سب مرجھا جائے گی۔ اے ہائے! کیسی پاکیزہ کیفیتیں ہم بعض اوقات اپنے دل میں گمان کرتے ہیں کہ ہم نے حاصل کر لی ہیں! کیونکر ہم سمجھتے ہیں کہ روحانیت میں بڑھتے جا رہے ہیں! ہم آدھا یہ بھی ایمان کر لیتے ہیں کہ کاملتا تقدس پا جائیں گے، اور کم از کم ایک دو انچ کے فاصلے پر اُس تک پہنچ ہی جائیں گے۔

ہم گمان کرتے ہیں کہ پرانا آدم مر چکا ہے، اور اگر ابلیس مرا نہیں، تو بھی کم از کم وہ کسی اور جگہ مشغول ہے اور ہمیں چھوڑ دے گا۔ اگر ہم آزمائش سے بالکل آزاد نہیں ہوئے، تو بھی سمجھتے ہیں کہ ہم ایسے تجربہ کار مسیحی ہیں کہ اگر آزمائش آ بھی جائے تو ہم شیطان کی چالوں کو پہچان لیں گے اور بچ نکلیں گے۔ لیکن ایک لحظے میں یہ سب غائب ہو جاتا ہے۔ کوئی نئی آزمائش آتی ہے، اور ہم اُس مقام پر گھائل ہوتے ہیں جس کے لیے ہمارے پاس کوئی زرہ نہیں، اور ہم گر پڑتے ہیں۔

اے ہائے! کیسی مصنوعی پاکیزگی کی مٹھائیاں ہم میں سے بعض نے بنائی ہیں—ایسی سونے کی جھلک والی ادراک کی مٹھائی، جو نہایت نفیس سانچوں میں ڈھلی ہو، پر کسی طرح وہ تختی جس پر یہ سب رکھا تھا، ایک طرف کھسک جاتی ہے، اور پھر ایسا ٹوٹتا ہوتا ہے کہ اندر چھپی ایسی گندگی اور نفرت انگیزی آشکار ہوتی ہے کہ ہمیں یقین نہ آتا کہ ہم ایسے ہو سکتے ہیں جیسے نکلتے ہیں۔ اگر ہمیں کوئی پیشگی بتاتا کہ ہم ایسا کریں گے تو ہم کہتے، "کیا تیرا بندہ کتا ہے کہ ایسا کرے؟" لیکن آخر کو ہم ایسے ہی کتے نکلتے ہیں۔

بھائیو، مجھے اپنے اُن پاکیزہ کیفیات سے ڈر لگتا ہے، مجھے اپنی فضیلتوں سے ڈر لگتا ہے، مجھے اپنے اندر کسی بھلائی کے گمان سے ڈر لگتا ہے۔ کیونکہ اگرچہ گناہ خطرناک اور قابلِ نفرت ہیں، تو ہم اکثر انہیں پہچانتے ہیں اور اُن سے چوکسی کرتے ہیں، لیکن اُس پردے تلے جو بظاہر بھلا اور عالی شان ہو، تکبر چپکے سے آ جاتا ہے، خود کفالتی در آتی ہے، اور نفسانی اطمینان جا گزیر ہوتا ہے، اور یوں ہم پر مہلک ضربیں پڑتی ہیں۔ اے ایماندارو، یاد رکھو، جب تُو خود کو عبادت میں جوش دلاتا ہے، جب تُو گمان کرتا ہے کہ تُو نے کوئی فضل حاصل کیا ہے، اور درحقیقت تُو نے نہیں پایا، بلکہ صرف وہی کچھ لیا جو خود اپنے آپ کو بخشا، تو یہ بھی گھاس کا پھول ہے، اور مرجھا جائے گا، یہ کھڑا نہ رہ سکے گا۔

مجھے یقین ہے کہ مذہبی اعمال میں بھی یہی حال ہے۔ ہر وہ بات جو محض آدمی کی کوشش اور تدبیر سے اُٹھائی اور بڑھائی گئی ہو، آخر کار ختم ہو جاتی ہے۔ وہ بیجان اور جوش جن میں بعض لوگ خوش ہوتے ہیں، میں نہیں سمجھتا کہ وہ روح القدس کی کارفرمائی سے آتے ہیں۔ کم از کم وہ اُس کے عمل سے اتنا ہی تعلق رکھتے ہیں جتنا راستے کی دھول گاڑی کی پیشرفت سے۔ یہ ایک تکلیف دہ شے ہے جو کسی طرح ایک اچھی بات کے ساتھ چمٹ جاتی ہے۔ پر بعض لوگ اسی بیجان کو ترقی خیال کرتے ہیں، جیسے وہ مکھی جو گاڑی پر بیٹھ کر یہ گمان کرے کہ وہ گاڑی کو چلا رہی ہے۔ لیکن یہ ایسا نہیں ہے، برگر نہیں۔

کتنی ہی کلیسیا ہیں جو بیداری میں ہمیشہ کی بنجر ہو گئی ہیں! وہ غبارہ پھلایا گیا حتیٰ کہ پھٹ گیا۔ بہت پمپ اور دھڑکا مچایا گیا، اور مصنوعی باتوں پر بھروسہ کیا گیا، بجائے اس کے کہ سکون سے خُدا کے انتظار میں بیٹھا جاتا۔ لوگ قریب قریب دیوانہ بنا دیے گئے، اور اسے روحانیت اور خُدا کے فضل کا عمل جانا گیا۔ بھائیو، یہ محض گھاس کا پھول ہے—اکثر خوبصورت پھول، بسا اوقات بڑا دلفریب اور فریفتہ کرنے والا پھول، پر یہ سب ناکام ہو جائے گا، کیونکہ کچھ بھی کھڑا نہ رہے گا سوائے روح القدس کے کام کے۔ کچھ بھی باقی نہ رہے گا، حتیٰ کہ وقت کی کسوٹی پر بھی ثابت نہ ٹھہرے گا، سوا اُس کام کے جو روح قدس نے دل اور ضمیر میں کیا ہو۔ اور جو کچھ انسان سے آیا اور خُدا سے نہیں، وہ اتنی ہی یقینی طور پر مٹ جائے گا جیسے چمنی کا دھواں جب ہوا اُسے اڑا لے جاتی ہے، یا جیسے صبح کی شبنم جب سورج اپنی تیز حرارت سے پورا چمکتا ہے۔

پس اسے پہلی حقیقت کے طور پر تھام لے کہ جو کچھ ہم میں ہے، یا جس پر ہم فخر کرتے ہیں، یا جس پر بھروسہ رکھتے یا خوش ہوتے ہیں، وہ سب اُسی طرح یقینی طور پر جاتا رہے گا جیسے میدان کی گھاس اور اُس کے پھول۔

—اب مگر دوسری بات میں ہمارے لیے زیادہ تسلی بخش موضوع ہے اگلے جملے میں

II

وہ کلام جو باقی رہتا ہے۔

لیکن ہمارے خُدا کا کلام ابد تک قائم رہے گا۔" یہ "کلام" کون سا ہے؟ میرا خیال ہے کہ یہ لفظ خُدا کے کلام پر پانچ مختلف پہلوؤں میں صادق آتا ہے۔

اول، یہ اُس کی مراد کا کلام ہے۔ "ہمارے خُدا کا کلام" کیا اُس نے کہا اور وہ کرے گا نہیں؟ کیا اُس نے ارادہ کیا اور وہ پورا نہ ہوگا؟ خُدا نے ازل سے ایک عجیب منصوبہ باندھا ہے جس میں وہ اپنی سب صفات کو اپنے لوگوں کی نجات میں ظاہر کرے گا۔

اب اُس منصوبہ سے وہ ہرگز نہ پھرے گا، اور اُس کی تفصیل میں کبھی تغیر نہ آئے گا۔ جو کچھ اُس نے مقرر کیا ہے وہ ضرور پورا ہوگا۔ اور جہاں تک اُس کے چُنے ہوئے لوگوں کی نجات کا تعلق ہے، زمین اور جہنم کی سب قوتیں اُسے اُس ابدی ارادہ سے باز نہ رکھ سکیں گی کہ جن کو اُس نے حیاتِ ابدی کے لیے ٹھہرایا ہے اُن کی نجات ہو کر رہے گی۔ ہم اکثر منبروں سے اس ابدی ارادہ کی منادی نہیں سنتے، لیکن رسول پولوس اسے کثرت سے لکھتا ہے، اور قدیم مقدسین اسی پر بڑی شادمانی سے غور کیا کرتے تھے۔

اے عزیز دوستو! اُس کے لوگوں کے حق میں ایک ارادہ ہے، یعنی اُن کی ابدی نجات، اور یہ ارادہ اتنا ہی ضرور پورا ہوگا جتنا خُدا ہے—ہاں، اگرچہ وہ ایمان لانے سے پہلے گناہ میں گر پڑیں، ہاں، اگرچہ ایمان لانے کے وقت وہ رُوح القدس کی مزاحمت کریں، ہاں، اگرچہ ایمان کے بعد وہ گمشدہ بھیڑوں کی مانند بھٹک جائیں، لیکن حاکم فضل کی وہ عجیب قدرت انسانی سرکشی پر غالب آئے گی، اور خُدا کی مرضی انسان کی مرضی کو آسمانی اسیری میں لے چلے گی۔ اگرچہ آدمی اپنی تباہی کا پختہ ارادہ باندھے، پھر بھی خُدا جو نجات کو ٹھہراتا ہے، اپنی مراد کو ضرور پورا کرے گا، خواہ زمین اور جہنم مخالفت کریں۔ اے عزیز حق! جس پر خُدا کا فرزند اپنے تاریک ترین لمحوں میں سہارا لے سکتا ہے! گھاس خشک ہو جاتی ہے، لیکن اُس الہی مراد کا کلام ابد تک قائم رہے گا۔

یہ "کلام" اُس کے وعدے کے کلام پر بھی دلالت کرتا ہے۔ ہر وہ بات جو خُدا نے اپنے لوگوں سے بطور وعدہ کہی، آج بھی اتنی ہی سچی ہے جتنی اُس وقت تھی جب سب سے پہلے نبی نے آ کر وہ الفاظ پہنچائے۔ اور اگر یہ دنیا ہزاروں لاکھوں برس باقی بھی رہے، پھر بھی ہر وعدہ اپنی جوانی کی سیابی کو باقی رکھے گا۔ کوئی وعدہ پرانا نہ ہوگا، خُدا کا کوئی کلام بے اثر نہ ہوگا۔ وہ لاکھوں لاکھ مرتبہ پورا ہو چکا ہو، پھر بھی وہ پورا ہوتا رہے گا۔

وہ وعدہ ہمیشہ پیاسی جانوں کے لیے چشمہ بہتا رہے گا، ہمیشہ بھوکے مقدسوں کے لیے اناج کا گودام بنا رہے گا۔ یہ کیسی رحمت ہے کہ وہ وعدہ کبھی ناکام نہیں ہو سکتا! اگرچہ ہم بے ایمان ہوں، وہ پھر بھی وفادار ٹھہرتا ہے۔ آسمان اور زمین ٹل جائیں گے، لیکن اُس وعدے کا ایک شوشہ یا نقطہ بھی نہ گرے گا۔

اُس کا ہر فضل کا کلام اتنا ہی قوی ہے
جتنا وہ جس نے آسمانوں کی بنیاد ڈالی؛
وہی آواز جو ستاروں کو چلاتی ہے
"سب وعدے بھی اسی نے فرمائے۔"

جس دن اُس نے فطرت کو حکم دیا کہ تخم ریزی اور فصل، گرمی اور جاڑا کبھی موقوف نہ ہوں، سب وعدے آج تک قائم ہیں۔ بارش کے دن بادل میں قوس قزح دکھانے کا وعدہ بھی فراموش نہیں ہوا، اور اُس عہد کے کوئی وعدے جو حکمت سے ترتیب دیے گئے اور یقینی ٹھہرے، خُداے فضل کے حضور کبھی فراموش نہ ہوں گے۔

اے مسیحی، کیونکر تُو آج رات اپنی کتاب مقدس لے اور وعدے کو پڑھ کر اُسے ویسا ہی نیا اور سچا پائے گا، گویا کوئی فرشتہ آسمان سے تازہ الفاظ میں اُسے عرش الہی سے لا کر سنا رہا ہو! تیرا بچہ فوت ہو گیا، تیرا شوہر رخصت ہو گیا، تیری دولت تحلیل ہو گئی، تیری صحت گھٹ رہی ہے، تُو خود موت کے قریب ہے، لیکن وہ وعدہ، وہ وعدہ اب بھی تیرا ہے: "جو لوگ راستی سے چلتے ہیں اُن سے میں کوئی بھلا چیز نہ روکوں گا۔" "میں تجھے ہرگز نہ چھوڑوں گا اور نہ کبھی تجھ سے دستبردار ہوں گا۔" "تیرے دنوں کے موافق تیری قوت بھی ہوگی۔" "میں خُدا ہوں، میں تبدیل نہیں ہوتا، اسی لیے اے یعقوب کی اولاد، تُو فنا نہ ہوئی۔" مراد کا کلام اور وعدے کا کلام ابد تک قائم رہتے ہیں۔

اسی طرح، بھائیو، خاص طور پر یہ مجسم کلام پر صادق آتا ہے۔ ہم عموماً کتاب مقدس کو "خُدا کا کلام" کہنے کے عادی ہیں۔ میرا خیال ہے یہ کہلانا درست بھی ہے، لیکن خُدا کا کلام کتاب نہیں بلکہ یسوع مسیح ہے۔ اُس کا نام "کلام خُدا" کہلانے گا۔ "آغاز میں کلام تھا، اور کلام خُدا کے ساتھ تھا، اور کلام خُدا تھا۔" اب اس مجسم کلام، اس ابدی لوگوس کے حق میں ہم کہہ سکتے ہیں "کہ وہ ابد تک قائم ہے: "یسوع مسیح کل اور آج اور ابد تک وہی ہے۔"

جب میں، گناہ سے لرزاں، اُس عظیم سردار کابن کے پاس گیا اور اُس کی طرف نظر کی جس نے وہ مُکمل تاج اور جواہرات سے جڑت والا سینہ بند باندھ رکھا تھا، جب اُس کے زخموں پر نظر کی، خون کی چھاپ دیکھی، اُس پر بھروسا کیا، اُس کے قدموں پر گرا اور اُس کی یہ آواز سنی: "میں نے تیرے گناہ بادل کی مانند اور تیری بدکرداری گھنے بادل کی مانند مٹا دی ہے،" اُس دن وہ میری جان کے لیے کیسا عزیز ہوا، بنی آدم سے کیسا حسین! اور آج، اگرچہ برسوں بیت چکے ہیں، وہ اب بھی وہی ہے۔ اور میں آج رات پھر اُسی کے پاس جا سکتا ہوں جیسے اُس روز گیا تھا، اور دیکھوں گا کہ اُس کے خون کا چشمہ اب بھی لبریز ہے، اور اُس کی تاثیر میں ذرہ برابر کمی نہ آئی۔ اور اگر میں بڑھاپے کی سفید پوشاک تک زندہ رہوں، تب بھی پاؤں گا کہ وہ وہی قائم ہے۔ اُس کا قیمتی خون:

کبھی اپنی تاثیر نہ کھوئے گا"
جب تک خُدا کی چھڑائی ہوئی کلیسیا
"گناہ سے ہمیشہ کے لیے نجات نہ پالے۔"

اے کاش کہ ایک وفادار، غیر متغیر دوست ہمیں میسر ہو، جو کبھی جدا نہ ہو۔ یہی تو اصل تسلی ہے، خواہ کیسا ہی دکھ کیوں نہ آئے۔ ہمارے خُدا کا کلام، یعنی مسیح یسوع، ابد تک قائم رہے گا۔

چوتھی جہت جس میں اس لفظ کا مفہوم شامل ہے، وہ انجیل کا کلام ہے۔ وہ انجیل کی سچائی کا کلام جس کی ہم منادی کرتے ہیں، کیونکہ رسول فرماتا ہے جب وہ اس آیت کو حوالہ دیتا ہے: "یہی وہ کلام ہے جو تمہارے پاس انجیل کے وسیلہ سے پہنچایا گیا۔" اور یہ کلام ابد تک قائم رہے گا۔

اے بھائیو، رسولوں کی پرانی خوشخبری ہی آج کی خوشخبری ہے۔ کچھ لوگ خیال کرتے ہیں کہ الہیات میں نئی دریافتیں ہو چکی ہیں، مگر یاد رکھو کہ جو چیز منادی میں نئی ہو، وہ سچی نہیں، اور جو سچی ہو، وہ نئی نہیں۔ انجیل کی منادی کے بارے میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں: "پرانا بہتر ہے۔" اُنہی ہم نیک پرانی راہوں پر قائم رہیں۔ تم کبھی پطرس اور پولوس سے آگے نہ بڑھو گے، اور اگر بڑھو گے تو پھر لوٹنا پڑے گا۔ جتنی ترقیات ہیں، سب بے وقوفی کی دوڑ ہیں، بادلوں سے آگے دوڑنے اور خُدا کی حکمت سے بڑھ جانے کی کوشش ہیں، اور جو کوئی اُس سے بڑھ کر دانا ہونا چاہے جو لکھا گیا، وہ آخر کار خود کو حماقت میں پائے گا۔

کہا جاتا تھا کہ برسوں پہلے اس انجیل کو غلط ثابت کر دیا جائے گا۔ جدید دریافتوں نے یہ ثابت کرنا تھا کہ یہ تعلیم محض دھوکا ہے، اور وہ اور تعلیم خرافات ہے۔ مگر یوں نہ ہوا۔ انجیل آگ کی بھٹی میں گئی اور اُس سے یوں نکلی جیسے خالص چاندی، خوب صاف ہو کر۔ یسوع مسیح کی انجیل نے اپنی شان اور کمال کا ایک شوشہ تک نہ کھویا۔ نہ اُس کے کسی عقیدہ کو باطل کیا گیا، نہ اُس کی کسی سچائی کو توڑا گیا، نہ اُس کے گھر کا ایک ستون بھی ہلا، اور نہ ہلے گا۔

چاہے دہریے ہوں یا منکر خُدا، فلسفی ہوں یا شک پرست، جب وہ اپنی پوری کوشش کر چکیں گے، خواہ بھلی یا بری، تب بھی انجیل خود کو یوں جھٹکے گی جیسے شمشون نے اُس وقت کیا جب اُسے سبز رستیوں سے باندھا گیا تھا، اور وہ سب رستیاں توڑ ڈالے گی اور فلسفیوں کو پریشانی میں ادھر ادھر بھگا دے گی۔ اے عزیز مسیحی دوستو، انجیل کی قدرت پر ایمان رکھو اور کبھی نہ ڈرو۔ اُن کی دانائی پر بھروسہ نہ کرو جو خُدا سے زیادہ دانا ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، اور اُن کے سب شیخیوں سے ذرا نہ

کانپو۔ بہت سے آدمی اپنی زبان سب سے زیادہ اُس وقت کھولتے ہیں جب اُن کے پاس کچھ کہنے کو نہیں ہوتا، اور انہی کا حال ان کا ہو۔ اگر وہ واقعی مطمئن ہوتے تو اتنی شیخی نہ مارتے، مگر چونکہ وہ جانتے ہیں کہ انہوں نے ہماری مذہبی زندگی کی جڑ پر دسترس نہیں پائی، اس لیے وہ محض غضب اور ہڈیان بکنے پر مجبور ہیں۔

اور پانچویں پہلو میں، یہ عبارت "ہمارے خُدا کا کلام" مسیحی کی باطنی روحانی زندگی پر بھی دلالت کرتی ہے، کیونکہ یاد رکھو تم اُس غیر فاسد تخم سے زندہ کیے گئے ہو جو ہمیشہ قائم رہتا ہے، اور وہ غیر فاسد تخم خُدا کا کلام ہے۔ اب دنیا میں باقی سب تخم اور جو کچھ فانی مصدر سے آتا ہے، وہ مرتا ہے، لیکن وہ الہی حق کا تخم جو رُوح القدس نے دل میں ڈالا، وہ غیر فاسد ہے، اس لیے وہ ہمیشہ کو زندہ اور قائم رہتا ہے۔

کیسی برکت ہے کہ خُدا کا کلام دل میں آ بسے، کیونکہ اگر خُدا ہی اُسے ڈالے، تو خُدا کے سوا کوئی اُسے نکال نہ سکے گا۔ اگر تم کسی آدمی کے ہونٹوں سے کوئی بات دل میں لو، تو دوسرے آدمی کے ہونٹ اُسے نکال دیں گے، مگر اگر زندہ حق خود رُوح القدس نے تمہاری جان میں نقش کر دیا ہو، تو پھر تم شیطان کو بھی للکار سکتے ہو کہ وہ اس جلیل کام کو نیست و نابود کر دکھائے۔ اے عزیزو، یسوع کے الفاظ یاد رکھو: "وہ پانی جو میں اُسے دوں گا اُس میں ایک چشمہ بن جائے گا جو ہمیشہ کی زندگی کے لیے جاری رہے گا۔" مسیح فرماتا ہے: "جو مجھ پر ایمان لاتا ہے وہ اگر مر بھی جائے تو زندہ رہے گا۔"

ہم اپنے آقا کو یہ فرماتے نہیں سنتے کہ یہ نئی زندگی کبھی زائل ہو گی، یا وہ چشمہ جو وہ روح میں رکھتا ہے کبھی سوکھ جائے گا۔ بلکہ وہ کہتا ہے: "اُس کے اندر سے زندہ پانی کی ندیاں جاری ہوں گی" اور "میں اپنی بھیڑوں کو ہمیشہ کی زندگی بخشتا ہوں" اور وہ کبھی ہلاک نہ ہوں گی، اور کوئی انہیں میرے ہاتھ سے چھین نہ لے گا۔

آدمی تو مر سکتے ہیں، لیکن مسیحی نہیں—میرا مطلب ہے کہ فطری زندگی تو ختم ہوتی ہے، مگر آسمانی زندگی کبھی نہیں مرتی۔ موت اُس اصول کو جو خُدا نے نیا جنم دیتے وقت ڈال دیا، متاثر نہیں کرتی۔ نہیں، بلکہ وہ اُسے رہائی دیتی ہے۔ اُسے جسم و خون کی قید اور فساد کی غلامی سے چھڑا کر آزادی میں لے جاتی ہے، اُس دیس میں جہاں وہ نشوونما پا کر اپنی جلالی تکمیل تک پہنچ سکے۔ گھاس مرجھا جاتی ہے، اُس کا پھول بھی گر جاتا ہے، لیکن ہمارے خُدا کا قائم رہنے والا کلام نہ سوکھتا ہے نہ زائل ہوتا ہے، بلکہ ہمیشہ کے لیے مضبوطی سے کھڑا رہے گا۔

—اور اب خاتمے کے لیے
III

- وہ سبق کیا ہیں جو اس زبردست تضاد سے ہمیں سیکھنے چاہئیں؟

یقیناً! ذیل کے انگریزی متن کا ترجمہ اردو میں بائبل اصطلاحات، جلالی اسلوب اور وین ڈائک بائبل کی سی تقدس آمیز نثر میں درج ذیل ہے:

تمام مخلوق کا فنا ہونا، اور خالق کی ہر بات کا زندہ رہنا؛ انسان کی ہر شے کا مرجھانا، اور خُدا کی ہر بات کا ابدی جوانی میں شاداب رہنا—یہ ہم سے کیا کہتا ہے؟ اوّل تو یہ کہ اپنے ماتھے کے لیے اُن پھولوں کا بار نہ بنانا جو ضرور مرجھا جائیں گے۔ اگر تو شہرت کا طالب ہے، تو وہ شہرت ڈھونڈ جو خُدا کی طرف سے آتی ہے۔ اگر دولت کا خواہاں ہے، تو وہ دولت حاصل کر جو آسمانی دیار میں بھی رائج ہو۔ اگر محبت کا مشتاق ہے، تو ایسی محبت چُن جو اُس دیس میں بھی قائم رہے جہاں نہ نکاح ہوتا ہے، نہ بیاہ، بلکہ لوگ خُدا کے فرشتوں کی مانند ہوتے ہیں۔

—پھول؟ ہاں، اگر چاہے، تو جنت سے چن! ہار؟ بے شک، مگر بادشاہ کے باغات میں بنے ہوئے جہاں:

،ہمیشہ کی بہار بسی رہتی ہے"
"اور کبھی کوئی پھول نہیں مرجھاتا۔"

!تو ایک غیر فانی بستی ہے، تو غیر فانی چیزوں کے لیے سودا کر تو کبھی فنا نہ ہوگا، اے مسیحی، کیونکہ تیرے اندر ایک نئی زندگی ہے جو ابد تک قائم رہے گی، اور خُدا کی حیات کے ہم عمر ہوگی۔

پس عبث چیزوں کا تعاقب نہ کر۔

تیری زندگی اُس بخیل کے خواب کی مانند نہ ہو جو سونے کے سگے جمع کرتا ہے، اور بیدار ہوتا ہے تو کچھ نہیں۔

تو اُس نادان رومی بادشاہ کی مانند نہ ہو، جس نے اپنی فوج کو برطانیہ لے جا کر خول چننے کا حکم دیا اور پھر انہیں واپس! روم لے جا کر فخر سے کہا، ”میں نے برطانیہ فتح کیا ہے“—یہ رہے ساحل سے جمع کیے گئے خول

”اے عزیز، کبھی یہ نہ کہنا، ”میں نے زندگی فتح کر لی ہے—یہ رہے میرے روپے پیسے
”ایا، ”میں شان سے جیسا یہ ہے میرا رتبہ
نہیں، یہ سب تو محض ٹوٹے ہوئے خول ہیں جو ساحل پہ بکھرے ہیں۔
وہ جواہرات اور موتی ڈھونڈ جو خدا کے نزدیک واقعی قیمتی ہیں، کیونکہ وہ باقی رہتے ہیں، وہ ابد تک قائم رہتے ہیں۔

اے سننے والے، اپنی جان کی دولت کا طالب ہو۔
اپنے گناہوں کی معافی مانگ۔
اپنی جان کو مسیح کی راستبازی میں لپیٹ لے—وہ لباس جسے کوئی کپڑا چاٹ نہیں سکتا۔
یسوع میں ایک ہو جا۔
ستاروں کے نیچے کوئی چیز اس کے بغیر قابلِ طلب نہیں۔
اُس پر بھروسا رکھ
ورنہ باقی سب کچھ موج پر تیرتی جھاگ کی مانند غائب ہو جائے گا، اگر تیرے پاس مسیح پر ایمان نہ ہو۔

یہ ہے پہلا سبق:
،چونکہ زمین کی سب چیزیں زائل ہونے والی ہیں
،تو اپنی حیات کی عمارت ان سائے دار اشیاء سے نہ بنا
بلکہ ایسے قیمتی لکڑی اور تراشے ہوئے پتھروں سے جو زمانوں سے بچ رہیں گے اور ابدیت میں بھی قائم رہیں گے۔

ایک اور سبق:
اگر تو خدا کے ساتھ ہے، تو کبھی کسی بڑے دشمن سے خوف نہ کھا۔
وہ کیا ہیں؟
!وہ سب گھاس کی مانند ہیں
،کوئی ہے جو کاٹنے آتا ہے
اور جب وہ آتا ہے، تو اُن کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔
اُن کا فخر و غرور؟
!گھاس کے پھول کی مانند
اک تیز ہوا چلتی ہے—سردی کی ایک لہر آتی ہے، اور وہ نیست و نابود ہو جاتے ہیں۔

،کچھ لوگ پوپ سے ڈرتے ہیں، کچھ ”پوسی ازم“ سے
کچھ ”براڈ چرچ“ کے رجحانات سے ہراساں ہیں۔
،روز مرہ کی خبریں سن کر تو ایسا لگتا ہے کہ کلیسیا بالکل برباد ہونے کو ہے
،جیسے پرانے تختے بیچ کر منہدم کی جانے والی ہو
!اور اسمتھ فیلڈ میں پھر آگ جلنے کو ہے—خدا جانے اور کیا کچھ

—مگر خداوند اپنے گھر کی خود حفاظت کرنا جانتا ہے
،اُن حضرات کی مدد کے بغیر
جو ان دنوں اُس کی مدد کو بے حد پرجوش ہیں۔
،اور اگر خداوند کو اُن کی مدد درکار نہیں
تو وہ اُن کے ساتھ بھی کچھ خاص نہیں کرے گا۔

،اس کا کلام نہ کبھی ہلے گا، نہ ٹوٹے گا
!خواہ کچھ بھی ہو جائے
تو کبھی نہ گھیرا۔

،اگر سارے بادشاہ، قیصر، کارڈینل، پوپ، پادری، سردار، سوداگر، اور ہجوم
—خداوند کے مسموح اور اُس کی سچائی کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں
تو بھی یہ کچھ معنی نہیں رکھتا۔

تو کون ہے، جو اُس آدمی سے ڈرے جو مرنے والا ہے؟
یا آدم زاد سے جو محض ایک کیڑا ہے؟
امیدان کی گھاس

بادشاہ اپنے لشکر سمیت کیوں پروا کرے گا؟
”وہ کہے گا، ”میرے گھوڑے اس گھاس کو چر جائیں گے—یہ تو جلد ہی ختم ہو جائے گی۔“

یونہی خُدا ان کی ظاہری قوت کو پاش پاش کرے گا۔
اگر خُدا چاہے، تو محض ایک گھنٹے میں پوری دنیا کو بدل دے۔
اگر اُسے منظور ہو، تو بدعتیں مٹ جائیں، اور بت پرستی کی پرانی سلطنتیں لرز کر گر پڑیں۔

کبھی کلیسیا کو یوں نہ سمجھو جیسے وہ خطرہ میں ہو۔
”ورنہ تُو ”عُزّا“ بن جائے گا
اور تابوتِ عہد کو تھامنے کے لیے ہاتھ بڑھا کر
خُداوند کا غضب اپنی طرف کھینچے گا۔

اگر وہ خطرہ میں ہو، تو تُو اُسے بچا نہ پائے گا۔
اگر مسیح اپنی کلیسیا کی خود حفاظت نہیں کر سکتا
!تو تُو تو کچھ بھی نہیں کر سکتا
!خاموش ہو، اور جان لے کہ وہ خُدا ہے

تو کون ہے جو فرانس کی سلطنت کی حفاظت کے لیے خود کو پریشان کرے
اور نپولین کے پاس جا کر کہے، ”میں خوف زدہ ہوں کہ سلطنتِ خطرہ میں ہے
“میں آیا ہوں کہ حکومت سنبھالنے میں مدد دوں؟
!میں سمجھتا ہوں کہ وہ تجھے تیرے کام پر واپس بھیج دے گا

،اسی طرح، جب تُو کہے
”!کلیسیا خطرہ میں ہے! کلیسیا خطرہ میں ہے“
تو تُو کون ہوتا ہے؟
،یہ اُس وقت بھی قائم تھی جب تُو پیدا نہ ہوا تھا
اور اُس وقت بھی قائم رہے گی جب تُو خاک کا ایندھن بن چکے گا۔

!بس اپنا فرض ادا کر
فرمانبرداری کی راہ میں چلتا جا، اور خوف نہ کر۔
،جس نے کلیسیا بنائی، وہ جانتا تھا کہ اُسے کن آزمائشوں سے گزرنا ہو گا
اور اُس نے اُسے ایسا بنایا کہ وہ ان سب آزمائشوں سے گزر کر اور بھی مالا مال ہو جائے۔

،دشمن محض گھاس ہے
خُداوند کا کلام ابد تک قائم ہے۔

پس، اے عزیزو، خبردار رہو کہ ہم اُس قائم رہنے والی سچائی پر قائم رہیں۔
کبھی کسی چمکدار نیاپن، یا عقلمندی کے جھوٹے حسن سے بہک نہ جانا۔
:شریعت اور گواہی کی طرف رجوع کرو“
،اگر وہ اس کلام کے موافق نہ بولیں
”تو اُن میں کوئی روشنی نہیں۔“

،اگر ہمارا عقیدہ کچھ خُدا کے کلام سے
،کچھ آبا کے روایات سے
،کچھ مفکرین کے قیاسات سے مرتب ہوا ہے
—تو وہ نبوکد نصر کے بُت کی مانند ہو گا
—کچھ سونا، کچھ لوہا، اور کچھ مٹی
!اور مٹی اڑ جائے گی، اور لوہا پگھل جائے گا

مگر اگر ہمارا عقیدہ، ہماری ناقص اور فانی فہم کے مطابق بھی،
خالصتاً خُدا کے کلام پر مبنی ہو
—تو ہمارے پاس ایسا عقیدہ ہے جو ہم اپنے ساتھ ابدیت میں لے جا سکتے ہیں
!کیونکہ خُداوند کا کلام ابد تک قائم رہتا ہے

مجھے خوشی ہوتی ہے جب میرے اپنے خیالات اور عقائد وقتاً فوقتاً آگ میں ڈالے جاتے ہیں۔
—شاید کوئی ایسا عقیدہ نہیں جس پر مجھے کبھی شک نہ ہوا ہو
،اور میں خوش ہوں کہ ایسا ہوا
،اگرچہ یہ عمل تکلیف دہ تھا
!لیکن یہ کیسی برکت تھی کہ میں جڑوں تک جا کر پرکھ سکوں کہ وہ صحتمند اور درست ہیں یا نہیں

،اور افسوس! جو کچھ ہم سمجھتے ہیں کہ جانتے ہیں
وہ آزمائش کی گھڑی میں فنا ہو جاتا ہے۔

“لیکن جو کچھ ہمیں کلام کے ذریعے پہنچتا ہے، اور جس کے بارے میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ ”خُداوند یوں فرماتا ہے
وہی، اور صرف وہی، اُس راستباز کے ساتھ قائم رہے گا
،جو اپنے آپ کو روزانہ جانچ کے لیے پیش کرتا ہے
اور پاک رُوح کو، جو کہ سُنار کی آگ کی مانند ہے، اپنی جان کے ہر گوشے میں پرکھنے دیتا ہے۔

،مجھے اندیشہ ہے کہ بہت سے لوگ اس کام کی آمد کے دن کو برداشت نہ کر سکیں گے
کیونکہ یہ آگ کی مانند تپانے والی اور دھوہی کے صابن کی مانند صاف کرنے والی ہے۔
،یہ ہزاروں وہموں کو جلا ڈالتی ہے
اور میں نہیں جانتا کتنے رجحانات اور تعصبات کو دھو ڈالتی ہے۔

ممکن ہے کہ یہ کسی کو یہاں اُن چیزوں کو ترک کرنے پر مائل کرے
،جو اُن کے لیے از حد محبوب ہیں
،یا مستقبل کے لیے کسی نہایت سنجیدہ قربانی کا سبب بنے
مگر میں اُن سے التماس کرتا ہوں کہ ایسا ضرور کریں۔

،اُس گھاس کا ساتھ نہ دو جو ضرور مرجھائے گی
کیونکہ اگر تم اُسے اپنا سہارا بناؤ گے تو خود بھی اُس کے ساتھ مرجھا جاؤ گے۔
،بلکہ اس عظیم و قدیم کتاب کے ساتھ قائم رہو
،خُدا کے کلام سے چمٹے رہو
،کیونکہ یہ کبھی نہ مرجھائے گا
،اور اگر تم زندہ خُدا کے روح کی قوت میں اس کلام کی تعلیم پر قائم رہو گے
تو تم بھی نہ مرجھاؤ گے۔

،خُدا ہمیں یہ توفیق عطا فرمائے
اور اُس کے نام کی ابد تک تمجید ہو۔
آمین۔

تفسیر از سی۔ ایچ۔ اسپرژن
زبور 119: آیات 153 تا 174

میری مصیبت پر نگاہ فرما، اور مجھے رہائی بخش، کیونکہ میں تیری شریعت کو فراموش نہیں کرتا۔
گویا اس نے کہا، ”اے خُداوند! جس طرح تیرے فضل نے میری یاد کو محفوظ رکھا ہے، اسی طرح اپنے فضل سے
”مجھے مکمل طور پر محفوظ رکھ“

میری وکالت فرما، اور مجھے چھڑا لے؛ مجھے اپنے کلام کے موافق زندہ کر۔
نجات شریروں سے دور ہے، کیونکہ وہ تیری آئین کو تلاش نہیں کرتے۔
اے خُداوند! تیری شفقتیں عظیم ہیں؛ مجھے اپنی عدالتوں کے مطابق زندہ کر۔

آہ! مقدسین کس قدر زندگی کی تازگی کے محتاج ہوتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اُن کے اندر سستی چھا جاتی ہے، اور وہ اسے برداشت نہیں کر سکتے؛
جب تک زندہ فیض اور حقیقی نور حاصل نہ کریں، وہ خوش نہیں رہتے۔

میرے ظالم اور میرے دشمن بہت ہیں؛
تو بھی میں تیری شہادتوں سے برگشتہ نہیں ہوا۔
میں خطاکاروں کو دیکھتا تھا اور دُکھی ہوتا تھا؛ کیونکہ وہ تیرا کلام نہیں مانتے۔

ان کی محض صورت ہی مجھے غم دیتی تھی۔
اگرچہ وہ ہنسی خوشی کی کوشش کرتے تھے
تو بھی مجھے اُن میں کوئی مسرت نہ ہوئی؛
میں نے اُنہیں دیکھا اور غمگین ہوا، ”اس سبب سے کہ وہ تیرا کلام نہیں رکھتے۔

دیکھ کہ میں تیری وصیتوں کو کیسا پیار کرتا ہوں؛
اے خُداوند! مجھے اپنی شفقت کے مطابق زندہ کر۔

میرا دل راست ہے، میں تجھ سے محبت رکھتا ہوں، لیکن میں پڑمردہ اور سست ہوں۔
اے خُداوند! آ اور مجھے زندہ کر، نہ میرے پیار کے مطابق جو تجھ سے ہے، بلکہ اپنی شفقت کے مطابق مجھے تازگی عطا فرما۔

تیرا کلام ابتدا ہی سے سچ ہے؛ اور تیری سب صداقت کی عدالتیں ابد تک قائم رہتی ہیں۔

”امراء نے بے سبب میرا تعاقب کیا۔“
داود خود شہزادہ تھا، اور آدمی اپنے ہم مرتبہ سے عدل کی توقع رکھتا ہے؛ مگر اس حالت میں ایسا نہ تھا۔

امراء نے بے سبب میرا پیچھا کیا؛ پر میرا دل تیرے کلام سے بیبت کھاتا ہے۔

جب ہم خُدا کے کلام سے ڈرتے ہیں،
تب ہم امراء سے نہیں ڈرتے۔
خُدا کا خوف انسان کے خوف کا بہترین علاج ہے۔

میں تیرے کلام پر خوش ہوں
گویا کسی نے بڑی غنیمت پائی ہو۔

اسے کتابِ مقدس پڑھنے میں اس قدر مسرت حاصل تھی
جیسے بڑی جنگ میں فتح پانے یا بیش بہا خزانہ ملنے پر ہوتی ہے۔

163

میں جھوٹ کو نفرت اور کراہت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں؛
پر تیری شریعت کو میں محبت کرتا ہوں۔

اہل مشرق جھوٹ سے نفرت نہ کرتے تھے
بلکہ اس میں مہارت حاصل کرنے کی سعی کرتے تھے۔
جھوٹ کی ان کے نزدیک یہی خطا تھی کہ وہ پکڑا جائے
اور تب وہ اپنی بے مہارت پر افسوس کرتے تھے۔
اس لیے داود اپنی قوم سے بہت آگے تھا۔

164

دن میں سات بار میں تیری صداقت کی عدالتوں کے سبب سے تیری ستائش کرتا ہوں۔

اسے حمد کا کبھی کافی نہ تھا
وہ بار بار کرتا تھا
کامل طور پر کرتا تھا—سات بار دن میں۔
اگر داود تیری عدالتوں کے سبب حمد کرتا تھا
تو ہم تیری بھرپور نعمتوں کے سبب اس سے بڑھ کر کیوں نہ کریں؟
اے کیسی وجہ شکرگزاری کی ہے

166-165

جو تیری شریعت سے محبت رکھتے ہیں اُن کے لیے بڑا اطمینان ہے؛ اور کچھ بھی اُن کو ٹھوکر نہیں دیتا۔
اے خداوند! میں تیری نجات کی امید رکھتا ہوں اور تیری حکمرانری کی ہے۔

دونوں چیزیں کتنی عمدہ ہیں—خُدا کی رحمت پر امید
اور خُدا کی مرضی کی اطاعت۔

174-167

میری جان نے تیری شہادتوں کو رکھا؛
اور میں انہیں بہت محبت رکھتا ہوں۔
میں نے تیری وصیتوں اور تیری شہادتوں کو مانا؛
کیونکہ میرے سب راہیں تیرے حضور ہیں۔

میری فریاد تیرے حضور پہنچے
اے خُداوند! اپنے کلام کے مطابق مجھے فہم عطا فرما۔
میری التجا تیرے حضور اُٹے؛
اپنے کلام کے مطابق مجھے ربائی بخش۔

جب تو مجھے اپنی آئین سکھائے گا،
تب میرے ہونٹ حمد اُگلیں گے۔
میری زبان تیرے کلام کا ذکر کرے گی؛
کیونکہ تیرے سب حکم راست ہیں۔

تیرا ہاتھ میری مدد کو ہو؛
کیونکہ میں نے تیری وصیتوں کو اختیار کیا ہے۔

میں تیری نجات کا مشتاق ہوں
اے خُداوند! اور تیری شریعت میری خوشی ہے۔

کیا ہم، اے عزیزو! آج صبح یہ نہ کہہ سکتے؟
میری اُمید ہے کہ ہم کہہ سکتے ہیں—اپنی سب کوتاہیوں اور بھٹکنے کے باوجود
پھر بھی خُدا کی شریعت ہماری مسرت ہے؛
اور اگر ہمیں اپنی مرضی ملے
تو ہم پھر کبھی اُس کی حدود سے باہر نہ جائیں
نہ اُس کے مطالبات سے کم ٹھہریں۔